سورة يوسف

آيات ۳۸ - ۴۵

وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ
فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿٣٨﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ
مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ؕ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ
مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿٤٠﴾

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ
قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ؕ ﴿٤١﴾ وَ قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰىهُ
الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ؕ ﴿٤٢﴾ ع

وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ ؕ
یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْیَا تَعْبُرُوْنَ ﴿٤٣﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِیْلِ
الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِیْنَ ﴿٤٤﴾ وَ قَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِیْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿٤٥﴾

وَاتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِكَ بِاللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ عَلَیۡنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡكُرُوۡنَ ﴿۳۸﴾

مِلّة - دین، مذہب

وَاتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیۡۤ - اور میں نے پیروی کی اپنے آباء کے دین کی

اِبۡرٰهِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ - (یعنی) ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب (کے دین کی)

مَا كَانَ لَنَاۤ - نہیں ہے ہمارے لیے

اَنۡ نُّشۡرِكَ بِاللّٰهِ - کہ ہم شریک کریں اللہ کے ساتھ

مِنۡ شَیۡءٍ - کسی بھی چیز کو

ذٰلِكَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ - یہ اللہ کے فضل میں سے ہے

عَلَیۡنَا وَعَلَی النَّاسِ - ہم پر اور لوگوں پر

وَلٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ - اور لیکن لوگوں کے اکثر

لَا یَشۡكُرُوۡنَ - شکر نہیں کرتے

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ - اے جیل کے دونوں ساتھیو

صَاحِب - ساتھی، رفیق

صَاحِبَيِ - اصل میں صَاحِبَان تھا، حرفِ ندا (یا) نے نصب (زبر) دی تو صَاحِبَيْنَ ہوا اور مضاف ہونے کی وجہ سے يٰصَاحِبَيِ ہوا

ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ - کیا بہت سے متفرّق رب

اَرْبَاب - رب کی جمع

مُتَفَرِّق - الگ الگ (کئی)، مختلف

خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ - بہتر ہیں یا اللہ (جو)

اَلْقَهَّارُ - اللہ کا صفاتی نام (بہت زبردست، نہایت غالب

قَهْر - مصدر سے مبالغے کا صیغہ - (غضب، غصہ، کسی پر غلبہ پا کر اسے ذلیل کرنا

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ - جو ایک ہے اور پوری طرح غالب ہے؟

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ - نہیں تم بندگی کرتے اس کے علاوہ

اِلَّآ اَسْمَآءً - مگر کچھ ایسے ناموں کی

سَمَّيْتُمُوْهَآ - تم لوگوں نے نام رکھے جن کے

سَمّٰى يُسَمِّيْ ، تَسْمِيَةٌ - نام رکھنا (II)

اردو میں: اسم، تسمیہ، مسمّٰی (اسم با مسمّٰی)

اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ - تم نے اور تمہارے آباء اجداد نے

مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ - نہیں اتاری اللہ نے

اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ‌ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ‌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ‏ ﴿۴۰﴾

بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ - جس کی کوئی بھی سند

سُلۡطٰن - سند، حجت (عقلی یا نقلی)، سلطنت، حکومت، اقتدار

اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ - نہیں ہے فیصلے کا اختیار مگر اللہ کا

اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا - اس نے حکم دیا کہ نہ بندگی کرو

اِلَّاۤ اِيَّاهُ - مگر صرف اس کی

لفظ "اِیّا" کے اپنے الگ کوئی لغوی معنی نہیں، یہ ایک طرح سے اسم مبہم ہے- کسی ترکیب میں یہ حصر (محدودیت) کا مفہوم دیتا ہے، جیسے یہاں "صرف" کے معنی میں، اسی طرح اِيَّاكَ نَعۡبُدُ میں محدودیت کے معنی (ہم "صرف" تیری عبادت کرتے ہیں)

ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ - یہ ہی سیدھا دین ہے

اَلۡقَيِّم - قائم رہنے والا، درست، سیدھا

وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ - اور لیکن لوگوں کی اکثریت

لَا يَعۡلَمُوۡنَ - علم نہیں رکھتی

وَ اتَّبَعۡتُ مِلَّۃَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ ؕ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِکَ بِاللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ عَلَیۡنَا وَ عَلَی النَّاسِ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا
یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجۡنِ ءَاَرۡبَابٌ مُّتَفَرِّقُوۡنَ خَیۡرٌ اَمِ اللّٰہُ الۡوَاحِدُ الۡقَہَّارُ ﴿ؕ۳۹﴾ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّیۡتُمُوۡہَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ
بِہَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ ؕ ذٰلِکَ الدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۰﴾

اپنے بزرگوں، ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا طریقہ اختیار کیا ہے ہمارا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرائیں در حقیقت یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر (کہ اس نے اپنے سوا کسی کا بندہ ہمیں نہیں بنایا) مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے، اے زنداں کے ساتھیو، تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب غالب ہے؟ اُس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو یہی ٹھیٹھ سیدھا طریق زندگی ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں

And I have adopted the way of my forefathers - Abraham and Isaac and Jacob. It is not for us to associate any with Allah in His Divinity. It is out of Allah's grace upon us and upon mankind (that He did not require of us to serve any other than Allah), and yet most people do not give thanks. Fellow-prisoners! Is it better that there be diverse lords, or just Allah, the One, the Irresistible?

Those whom you serve beside Him are merely idle names that you and your fathers have fabricated, without Allah sending down any sanction for them. All authority to govern rests only with Allah. He has commanded that you serve none but Him. This is the Right Way of life, though most people are altogether unaware.

محمد اقبال

وَاتَّبَعۡتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیۡۤ اِبۡرٰهِیۡمَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ ؕ مَا کَانَ لَنَاۤ اَنۡ نُّشۡرِکَ بِاللّٰهِ مِنۡ شَیۡءٍ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ عَلَیۡنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ ﴿۳۸﴾

موروثی اور شعوری عقائد کا فرق

- حضرت یوسف علیہ السلام نے ملت توحید کی تاریخی عظمت و اہمیت واضح کی، کہ جس راستے وہ زندگی گذار رہے ہیں یہ وہی راستہ وہی ملت ہے جس کو حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام اکابر و مشاہیر نے اختیار فرمایا (جو یوسف علیہ السلام کے آباؤاجداد تھے)
- اس کے بعد یوسف علیہ السلام نے دین حنیف (ملت توحید) کی فطری اور عقلی عظمت کو واضح کیا کہ ملت اسلامیہ مکمل توحید کی ملت ہے، یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ایک خالق ہے جس نے یہ دنیا بنائی ہے، جس نے ہم کو زندگی بخشی ہے، جو رزق دیتا ہے اور جس کے اختیار میں ہماری زندگی اور موت ہے لیکن اس بات کی ہمارے سامنے کوئی ادنی شہادت بھی موجود نہیں ہے نہ ہماری عقل میں، نہ ہماری فطرت میں، نہ آفاق میں، نہ انفسِ میں کہ کوئی اور بھی ان کاموں میں اس کا شریک ہے تو ہم ہمیں یہ کس طرح حق پہنچتا ہے کہ ہم خواہ مخواہ کسی چیز کو اس کی خدائی میں شریک اور حصہ دار بناکے رکھ دیں۔
- یوسفؑ نے اپنے اس شعوری عقیدے کا ذکر کیا کہ اگرچہ وہ جن لوگوں کے درمیان زندگی گزار رہے ہیں وہ اللہ اس کے کسی نبی اور وحی وغیرہ کے تصورات سے نابلد ہیں مگر مجھے دیکھو میں نے اس ماحول کا اثر قبول نہیں کیا اپنے اردگرد کے لوگوں کے نظریات و عقائد نہیں اپنائے بلکہ پورے شعور کے ساتھ اپنے آباءِ واَجداد کے نظریات کو صحیح مانتے ہوئے ان کی پیروی کر رہا ہوں صرف اس لیے نہیں کہ وہ میرے آباءِ واَجداد تھے، بلکہ اس لیے کہ یہی راستہ میرے نزدیک معقول اور عقل سلیم کے قریب تر ہے (اللہ نے اپنی توحید کی معرفت کے ان گنت دلائل جابجا رکھ دیئے ہیں لیکن اکثر لوگ ان پر غور فکر نہیں کرتے)
- کیا باپ دادا کی پیروی مطلقاً گمراہی ہے؟ نہیں، اگر باپ دادا حق پر ہوں اور قرآن و سنت پر عامل ہوں تو ان کی پیروی مطلوب و محمود ہے، یہ در حقیقت ان کی نہیں حق کی پیروی ہوتی ہے یہ اندھی تقلید کے زمرے میں نہیں آتا

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝٣٩ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ

دعوتِ توحید

- یوسف علیہ السلام توحید کی تمہید کے بعد اصل بات کہتے ہیں جس میں آپ نے نہایت ہی مختصر، واضح اور فیصلہ کن کلمات کے اندر دین اسلام کے پورے نشانات راہ نقش کرکے رکھ دیے ہیں اور دین کے پورے عناصر ترکیبی بیان کردیے گئے ہیں
- حضرت یوسف علیہ السلام ان نشانات اور ان عناصر کی براہ راست دعوت نہیں دیتے، بلکہ ان کو ایک موضوع غور و فکر (A matter of profound contemplation and reflection)کے طور پر ان کے سامنے رکھتے ہیں (دعوت میں تدریج...)
- سوال، کہ ساتھیو تم خود ہی سوچو! کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟
- سوال "استفہامِ انکاری (Rhetorical question)" کی صورت میں - جس میں انکار خود سوال میں پوشیدہ ہوتا ہے

یہ ایک ایسا سوال ہے جو براہِ راست انسانی فطرت کی گہرائیوں میں جا لگتا ہے اور فطرت انسانی کو خوب جھنجھوڑتا ہے۔ "انسانی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ الٰہ ایک ہونا چاہیے۔ اگر تم محسوس کرتے ہو کہ یہ فطرت کا تقاضا ہے تو پھر کیوں تم بہت سے خداؤں کے قائل ہو؟ انسانی فطرت اور عالم کی فطرت کا الٰہ اور رب ایک اللہ ہے تو اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ انسان کی زندگی میں رب، حکم اور شارع وہی ایک اللہ ہو۔ اور یہ ممکن نہیں ہے کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ایک اللہ ہی خالق اور قہار (غالب) ہے اور پھر بھی وہ غیر اللہ کی بندگی اور اطاعت کریں! اور اس کے سوا پھر کوئی اور ان کا حاکم ہو! رب ہی الٰہ اور حاکم ہوتا ہے۔ وہ اس پوری کائنات کے امور کو بھی چلاتا ہے اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک ذات کائنات کو نہ چلا سکتی ہو اور رب الناس ہو یہ عقلاً ممکن نہیں ہے"

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَاۗءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَاۗؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۴۰

دعوتِ توحید

- یوسف علیہ السلام نے دعوتِ توحید کو آگے بڑھایا اور ذرا کھل کر جاہلیت کے افکار اور اوہام پر تنقید کی
- آپ نے فرمایا کہ یہ بہت سارے رب جو تم نے بنا رکھے ہیں (جو انسانوں میں سے بھی ہیں اور غیر انسانوں میں سے بھی)، یہ کسی معنی میں بھی رب نہیں ہیں۔ یہ تمہارے باپ دادا کے گھڑے ہوئے نام ہیں، اللہ نے ان کے رب اور معبود ہونے کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ حقِ ربوبیت اور مقامِ ربوبیت صرف اللہ کو حاصل ہے اور وہی اس کا سزاوار ہے۔ حقیقی الٰہ وہی ہے تو حقیقی رب بھی وہی ہے
- یوسف (علیہ السلام) نے ان کے غلط عقائد پر آخری ضرب لگائی اور فرمایا کہ اصل سلطنت کا حقدار و سزاوار کون ہے؟ کون اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے؟ کون اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی بندگی کی جائے فقط اس کی؟
- حکم اور حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے (اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ)۔ اللہ کے سوا کوئی حقیقی حاکم نہیں، اللہ کے سوا کوئی اور شخص اگر اللہ کے اس حق میں دعویداری کرے گا تو اس کا مقدمہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہوگا، چاہے اللہ کے سوا حاکمیت کا دعوی کرنے والا کوئی فرد واحد ہو، کوئی طبقہ ہو، کوئی جماعت، کوئی امت یا سب کے سب لوگ ہوں یا کوئی عالمی ادارہ ہو۔ اور جو شخص اللہ کے بالمقابل اپنی حاکمیت (Sovereignty) کا مدعی ہوگا وہ گویا کفر کا ارتکاب کرے گا
- قانون بنانے اور اس کے مطابق حکم چلانے کا اختیار صرف اللہ کا ہے، اللہ کی قانون (شریعت) ہی ہر قانون پر غالب ہے اور حکم الٰہی کے مقابلہ میں کسی کا حکم نہیں چل سکتا

مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسۡمَآءً سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُكُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ‌ ؕ اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ‌ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ‌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝۴۰

- اِنِ الۡحُكۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ : الٰہ ہونا، رب ہونا اور حاکم ہونا اللہ ہی کو سزاوار ہے، اس کے مقابلے میں جو ان کا مدعی ہو گا وہ اللہ کے مقابل ہے اس کا حق چھیننے کی کوشش میں، چاہے وہ فرعون کی طرح دعوی کرے اور کہے (أَنَا رَبُّكُمُ الۡأَعۡلَىٰ) یا وہ کہے (مَا عَلِمۡتُ لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرِي) یا وہ اسلامی شریعت کو نظام حکمرانی سے خارج کر دے یا وہ یہ فیصلہ کر دے کہ حکمرانی اور قانون سازی کا مرجع اللہ کے سوا کوئی اور ہو گا یا کہے کہ حاکمیت کا سرچشمہ عوام ہیں یا پارلیمنٹ ہے۔ چاہے یہ کام ایک فرد کرے یا انسانوں کا کوئی مجموعہ۔
- اسلامی نظام میں حکمران کی حاکمیت : اسلامی اجتماعیت /نظام میں حاکم کا انتخاب مسلم امت کی کرتی ہے اور اسلام اس حاکم کو حاکمیت کا اختیار دیتا ہے اور وہ یہ اختیارات استعمال کرتا ہے لیکن شرعی حدود کے اندر۔ اسلامی نظام میں کوئی شخص یا کوئی ادارہ (بشمول پارلیمان) قانون سازی اور حاکمیت کا منبع و مصدر نہیں ہوتا
- اس سلسلۂ فکر و بحث میں سب سے بڑی غلطی حقِ حاکمیت کے استعمال اور حاکمیت کے منبع و مصدر میں فرق نہ کرنا ہے
- حاکمیتِ الٰہ : حاکمیت کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے۔ اس کے علاوہ کوئی مقتدرِ اعلیٰ نہیں، از خود حکم دینے اور منع کرنے کا مجاز نہیں، مستقل بالذات شارع اور قانون ساز نہیں۔ انسان زمین میں خود مختار مالک و حاکم نہیں ہے بلکہ اصل مالک و حاکم، اللہ تعالیٰ کا خلیفہ یا نائب ہے، مسلمانوں کے نمائندہ حاکم یا پارلیمان کو حکم اور قانون سازی کا اختیار صرف شریعتِ اسلامی کے مقرر کردہ حدود کے اندر ہے۔ ان حدود سے باہر جا کر وہ کوئی قانون نہیں بنا سکتے (یہ حاکمیت جمہور کی نفی ہے)
- عبادت و بندگی بھی اسی کی —یوسف علیہ السلام نے مزید فرمایا، حکم اللہ کا ہے، اس لیے عبادت اور بندگی اور اطاعت بھی صرف اسی کی ہے۔ اور یہ ٹھیک اور سیدھا دین (دین قیّم) ہے، اس تصورِ دین کے علاوہ کوئی اور تصور نہ ٹھیک ہے اور نہ قابل قبول ہے (اللہ کے ہاں) —آپ علیہ السلام نے حقیقتِ دین بھی کھول کر رکھ دی

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

یوسف علیہ السلام کا قیدیوں سے خطاب

- حضرت یوسف نے ان واضح اور فیصلہ کن اور مختصر کلمات کے ذریعے شرک کی جڑ کاٹ کر رکھ دی
- دین اسلام کے حقیقی نشانات مقرر کر دیئے
- اسلامی نظریہ حیات کے تمام بنیادی عناصر بیان کر دیئے
- دو فقروں میں جاہلیت اور جاہلی فکر کی جڑ کاٹ کر رکھ دی ہے۔

توحید کی وضاحت میں یوسف علیہ السلام کی تقریر قرآن مجید کی سب سے بہترین تقریر ہے

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ۝۴۱

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ - اے میرے قید خانہ کے دونوں رفیقو!

اَمَّآ اَحَدُكُمَا - رہا تم دونوں میں سے ایک

فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا - تو وہ پلائے گا اپنے آقا کو شراب

سَقٰى يَسْقِيْ ، سَقْيٌ و سِقَايَةٌ - پلانا

اردو میں : ساقی، سقایہ، سقّا، استسقاء، سقائی

وَاَمَّا الْاٰخَرُ - اور رہا دوسرا

فَيُصْلَبُ - تو وہ پھانسی دیا جائے گا

صَلَبَ يَصْلُبُ ، صَلْبٌ - سولی دینا

اردو میں : صلب، صلیب، مصلوب

فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ - پھر کھائیں گے پرندے اس کے سر میں سے (نوچ نوچ کر)

قُضِيَ الْاَمْرُ - فیصلہ ہو چکا ہے

قَضٰى يَقْضِيْ ، قَضَآءٌ - فیصلہ کرنا

الَّذِيْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ - اس کے بارے میں جس میں تم دونوں پوچھتے ہو

اِسْتَفْتٰى يَسْتَفْتِيْ ، اِسْتِفْتَآءٌ

فتویٰ پوچھنا، دریافت کرنا (x)

وَقَالَ لِلَّذِیۡ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنۡهُمَا اذۡكُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنۡسٰىهُ الشَّیۡطٰنُ ذِكۡرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجۡنِ بِضۡعَ سِنِیۡنَ ﴿۴۲﴾ ع

وَقَالَ لِلَّذِیۡ - اور کہا (یوسف نے) اس شخص سے

ظَنَّ اَنَّهٗ -جس کے بارے میں (یوسف نے) خیال کیا

نَاجٍ مِّنۡهُمَا - کہ وہ نجات پائے گا ان دونوں میں سے

نَاجٍ - نجات پانے والا (نَجَاۃٌ، مصدر سے اسم فاعل واحد مذکر)

اذۡكُرۡنِیۡ عِنۡدَ رَبِّكَ - کہ میرا ذکر کرنا اپنے آقا سے

رب ، یہاں پر حاکم (قانونی اور دستوری نظام کا) ، جس کی اطاعت کی جا رہی ہے، کے معنی میں

فَاَنۡسٰىهُ الشَّیۡطٰنُ - لیکن بھلا دیا اس کو شیطان نے

اَنْسٰی یُنْسِیْ ، اِنْسَآءٌ - بھلانا (IV)

ذِكۡرَ رَبِّهٖ - ذکر کرنا اپنے آقا سے

فَلَبِثَ فِی السِّجۡنِ - تو وہ رہا قید خانے میں

لَبِثَ یَلْبَثُ ، لَبْثٌ - رہنا، ٹھہرنا

بِضۡعَ سِنِیۡنَ - کئی سال۔

بِضْعَ - چند، کئی، دس سے کم - (بعض علماء کے نزدیک تین سے لے کر نو تک)

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِيْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ۭ قُضِيَ الْاَمْرُ الَّذِيْ فِيْهِ
تَسْتَفْتِيٰنِ ۭ﴿41﴾ وَقَالَ لِلَّذِيْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِيْ عِنْدَ رَبِّكَ ۡ فَاَنْسٰىهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ۭ﴿42﴾ ۧ

اے زنداں کے ساتھیو، تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ تم میں سے ایک تو اپنے رب (شاہ مصر) کو شراب پلائے گا، رہا دوسرا تو اسے سولی پر چڑھایا جائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے فیصلہ ہو گیا اُس بات کا جو تم پوچھ رہے تھے"

پھر اُن میں سے جس کے متعلق خیال تھا کہ وہ رہا ہو جائے گا اس سے یوسفؑ نے کہا کہ "اپنے رب (شاہ مصر) سے میرا ذکر کرنا" مگر شیطان نے اسے ایسا غفلت میں ڈالا کہ وہ اپنے رب (شاہ مصر) سے اس کا ذکر کرنا بھول گیا اور یوسفؑ کئی سال قید خانے میں پڑا رہا

Fellow-prisoners! (This is the interpretation of your dreams): one of you will serve wine to his lord (the king of Egypt).As for the other, he will be crucified and birds will eat of his head. The question concerning what you asked has thus been decided.

And Joseph said to the one of the two prisoners who he knew would be set free: "Mention me in your lord's presence." But Satan caused him to forget mentioning this to his lord (the ruler of Egypt) and so Joseph languished in prison for several years.

محمد اقبال

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَيَسْقِىْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِىَ الْاَمْرُ الَّذِىْ فِيْهِ تَسْتَفْتِيٰنِ ﴿٤١﴾ وَقَالَ لِلَّذِىْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِىْ عِنْدَ رَبِّكَ ۖ فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِى السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴿٤٢﴾

خوابوں کی تعبیر

- قید خانے کے دو ساتھیوں نے تو خوابوں کی تعبیر پوچھی تھی لیکن یوسف علیہ السلام چونکہ پیغمبرانہ مشن کے حامل تھے اور انبیاء علیہم السلام کے دل و دماغ پر سب سے زیادہ حاوی اور غالب چونکہ اللہ کے دین کی دعوت ہی ہوتی ہے اس وجہ سے جب کبھی اور جہاں کہیں بھی اس کا موقع ان کو ہاتھ آجاتا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں، لہٰذا آپ نے بھی پہلے توحید پہنچائی....
- آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جس نے شراب نچوڑنے کا خواب دیکھا ہے وہ اپنے منصب پہ بحال ہو جائے گا (اور اپنے آقا (بادشاہ) کی خدمت پہ لگ جائے گا، اور جس نے یہ خواب دیکھا تھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہے اور پرندے اس کے سر پر رکھی ہوئی روٹیاں اچک اچک کر کھا رہے ہیں۔ اسے پھانسی دے دی جائے گی اور اس کی لاش دنوں تک پھانسی پر لٹکی رہے گی اور پرندے سر کا گوشت نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ فرمایا یہ تمہارے خوابوں کی تعبیر اور میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا
  - ☜ حضرت یوسف نے اچھے انجام پانے والے اور برے انجام تک پہنچنے والے کا شخصاً تعین نہیں فرمایا
- حضرت یوسف علیہ السلام ایک ناکردہ گناہ قیدی تھے، آپ نے خوابوں کی تعبیر بتانے کے بعد اس شخص سے جس کے بارے میں آپ نے اس کے بحال ہونے کی تعبیر بتائی، اس سے کہا تم اپنے آقا کے پاس جاؤ تو اس سے میری قید کا ذکر کرنا کہ اس معاملے کی تحقیق کرے (کسی جائز مقصد کے لیے جائز تدابیر و وسائل کا اختیار کرنا توکل اور اعتماد علی اللہ کے منافی نہیں ہے)
- اس کے بعد قرآن مجید واقعے کی وہ تفصلات نہیں بتاتا کہ ان قیدیوں کے ساتھ کیا ہوا (یقیناً ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے بتایا تھا)
- وہ شخص جب اپنے منصب پر بحال ہوا تو اسے شیطان نے یہ بات بھلا دی جو حضرت یوسفؑ نے اس سے کہی تھی کہ اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کرنا۔ اللہ تعالی کی حکمت و مصلحت کا تقاضا یہ تھا کہ ابھی حضرت یوسف کچھ سال اور جیل ہی میں گزاریں۔ چنانچہ یہ بات یوں پوری ہو گئی (اس طرح کی باتیں کہ یوسف علیہ السلام بطور عتاب جیل میں رہے صحیح نہیں معلوم ہوتیں)

لِلرُّءۡيَا تَعۡبُرُوۡنَ۝ وَقَالَ الۡمَلِكُ اِنِّىۡۤ اَرٰى سَبۡعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاۡكُلُهُنَّ سَبۡعٌ عِجَافٌ وَّ سَبۡعَ سُنۡۢبُلٰتٍ خُضۡرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الۡمَلَاُ اَفۡتُوۡنِىۡ فِىۡ رُءۡيَاىَ اِنۡ كُنۡتُمۡ لِلرُّءۡيَا تَعۡبُرُوۡنَ۝

وَقَالَ الْمَلِكُ - اور کہا (ایک روز) بادشاہ نے

اِنِّیٓ اَرٰی - میں دیکھتا ہوں (خواب میں) کہ

رَاٰی یَرَی ، رُؤْیَۃٌ - دیکھنا

سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ - سات گائیں ہیں موٹی تازی

بَقَرٰت: (واحد بَقَرَۃٌ) گائیں

سِمَان - اِسْمَانٌ مصدر سے صفت مشبہ (موٹیاں)

یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ - کھا رہی ہیں ان کو سات دبلی گائیں

عِجَاف - لاغر، دبلی، پتلی (عَجْفٌ مصدر سے صفت مشبہ

وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ - اور سات اناج کی بالیں ہیں

سُنْۢبُلٰت: (واحد سُنْۢبُلَۃٌ) بالیاں، خوشے

خُضْرٍ وَّ اُخَرَ یٰبِسٰتٍ - ہری بھری اور (سات بالیں ہیں) دوسری سوکھی

یٰبِسٰت - سوکھی ہوئی، خشک (یُبْسٌ) مصدر سے اسم فاعل جمع مؤنث

اردو میں: رطب و یابس (خشک و تر)

یٰٓاَیُّھَا الْمَلَاُ - اے سردارو (اہل دربار)!

اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْیَایَ - مجھے بتاؤ میرے خواب (کے بارے) میں

اَفْتٰی یُفْتِیْ ، اِفْتَآءٌ - بتانا، خبر دینا (IV)

اِنْ کُنْتُمْ - اگر تم لوگ

لِلرُّءۡيَا تَعۡبُرُوۡنَ﴿۴۳﴾ قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍ ۚ وَ مَا نَحۡنُ بِتَاۡوِيۡلِ الۡاَحۡلَامِ بِعٰلِمِيۡنَ﴿۴۴﴾ وَ قَالَ الَّذِىۡ نَجَا مِنۡهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعۡدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمۡ بِتَاۡوِيۡلِهٖ فَاَرۡسِلُوۡنِ﴿۴۵﴾

لِلرُّءۡيَا تَعۡبُرُوۡنَ - خواب کی تعبیر بتاتے ہو

عَبَرَ يَعْبُرُ ، عَبَارَةٌ - تعبیر بتانا

قَالُوۡۤا اَضۡغَاثُ اَحۡلَامٍ - انھوں نے کہا، خوابوں کے پراگندہ خیالات ہیں

اَضْغَاث - خیالی، پریشان باتیں

اَضْغَاث - خیالی، پریشان باتیں

ضَغَث کی جمع (گھاس)- ضَغَثَ سوکھی ہری گھاس کو ملانا

اَحْلَام: (واحد حُلْم) - خواب

أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ - خواب ہائے پریشاں

وَ مَا نَحۡنُ - اور نہیں ہیں ہم

بِتَاۡوِيۡلِ الۡاَحۡلَامِ بِعٰلِمِيۡنَ - ایسے خوابوں کی تعبیر سے کچھ باخبر

وَ قَالَ الَّذِىۡ - اور کہا: اس شخص نے

نَجَا مِنۡهُمَا - جو بچ گیا تھا ان دو (قیدیوں) میں سے

نَجَا يَنْجُوْ ، نَجَاةٌ - نجات پانا، رہائی پانا

وَ ادَّكَرَ بَعۡدَ اُمَّةٍ - تو اس نے یاد کیا ایک مدت کے بعد

اِدَّ كَرَ - اصل میں، اِذْتَكَرَ تھا، ت کو دال میں بدلا اور ذال کو دال میں مدغم کر دیا

اِذْتَكَرَ يَذْتَكِرُ ، مصدر اِذْ تِكَارٌ - نجات پانا، رہائی پانا (VIII)

اَنَا اُنَبِّئُكُمۡ - میں بتاؤں گا تم لوگوں کو

بِتَاۡوِيۡلِهٖ فَاَرۡسِلُوۡنِ - اس کی تعبیر، پس بھیجو مجھے (یوسف کے پاس)

وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّيٓ أَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّأُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۖ يٰٓأَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ إِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ
﴿٤٣﴾ قَالُوْٓا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيْلِ الْأَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿٤٤﴾ وَقَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيْلِهٖ فَأَرْسِلُوْنِ ﴿٤٥﴾

ایک روز بادشاہ نے کہا "میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں جن کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں، اور اناج کی سات بالیں ہری ہیں اور دوسری سات سوکھی اے اہل دربار، مجھے اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر تم خوابوں کا مطلب سمجھتے ہو۔ لوگوں نے کہا "یہ تو پریشان خوابوں کی باتیں ہیں اور ہم اس طرح کے خوابوں کا مطلب نہیں جانتے" اُن دو قیدیوں میں سے جو شخص بچ گیا تھا اور اُسے ایک مدت دراز کے بعد اب بات یاد آئی، اُس نے کہا "میں آپ حضرات کو اس کی تاویل بتاتا ہوں، مجھے ذرا (قید خانے میں یوسفؑ کے پاس) بھیج دیجیے"

And once the king said: "I have dreamt that there are seven fat cows and seven lean cows are devouring them, and there are seven fresh green ears of corn and seven others dry and withered. My nobles! Tell me what is the interpretation of this dream, if you are well-versed in interpretation of dreams.“

They said: "These are confused dreams, and we do not know the interpretation of such dreams.

Then of the two prisoners, the one who had been set free, now remembered, after the lapse of a long period, what Joseph had said. He said: "I will tell you the interpretation of this dream; just send me (to Joseph in prison).

محمد اقبال

وَقَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْٓ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِیْ فِیْ رُءْيَایَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ
الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِیْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾

بادشاہ کا خواب

- اب کئی سال کے زمانہ قید کا حال چھوڑ کر بیان اس مقام سے جوڑا جارہا ہے جہاں سے حضرت یوسف (علیہ السلام) کا دنیوی عروج شروع ہوا ۔ اللہ تعالیٰ کسی بات کو جب ظہور میں لانا چاہتا ہے تو خواہ وہ کتنی بعید از قیاس ہو اس کے اسباب خود بخود پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ (اور ایسا ہی یوسف علیہ السلام کے معاملے میں ہوا)
- اس دوران میں خود بادشاہ نے ایک خواب دیکھا کہ سات فربہ گائیں ہیں، سات دبلی، اور یہ دبلی گائیں فربہ گایوں کو نگلے جارہی ہیں۔ اسی طرح سات سبز بالیاں ہیں اور دوسری سات خشک اور یہ سات خشک بالیاں ساتوں سبز بالیوں کو کھارہی ہیں
- بادشاہ نے اس خواب کی تعبیر چاہی اور اس کے ارد گرد بیٹھنے والے حاشیہ نشین اور درباری مذہبی لیڈر ان خوابوں کی تعبیر نہ بتا سکے۔ اور کچھ اس طرح کے تبصرے کیے کہ حضور اس سے فکر مند نہ ہوں یہ محض خواب ہائے پریشان ہیں انکی کوئی تاویل نہیں
- بادشاہ کے ساقی نے جب بادشاہ کا خواب سنا اس وقت اس کو قید خانہ کا ماجرا یاد آیا۔ اس نے بادشاہ اور درباریوں کے سامنے اپنا ذاتی تجربہ بتایا کہ کس طرح یوسف کی بتائی ہوئی خواب کی تعبیر دو قیدیوں کے حق میں لفظ بلفظ صحیح ثابت ہوئی۔
- اس نے بادشاہ سے کہا مجھے اگر اجازت دی جائے تو میں قید خانہ میں ایک شخص سے مل کر آتا ہوں جو خواب کی تعبیر بتانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتا، تو بادشاہ نے اس کو حضرت یوسف کے پاس بھیج دیا۔
- بادشاہ، سارے دربار اور شہر کی نظریں اس بات پر لگ گئیں کہ جیل میں وہ شخص اس خواب کی کیا تعبیر بتاتا ہے؟

اضافی مواد

Reference Material

آیات ۳۸ - ۴۵ کے رموز و اسباق

- تبلیغ کی حکمت میں سے - تبلیغ کا بہترین موقع اور بہترین وقت وہ جب سننے والا بات سننے کا خوب خواہش مند ہو (حضرت یوسفؑ نے تبلیغ کے لیے اس وقت کا انتخاب کیا جب قیدی اپنے خواب کی تعبیر سننے کے لیے منتظر تھے)
- اللہ تعالیٰ کے لیے شریک خیال کرنا، حقیقت میں اس پر ایمان نہ لانے کے برابر ہے
- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور فضل الٰہی سے بہرہ مند ہونا جائز اور پسندیدہ امر ہے (ذلکما مما علمنی ربی۔۔ ذلک من فضل اللہ علینا و علی الناس)
- اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے مقابلہ میں شکر کرنا ضروری ہے (ذلک من فضل اللّٰہ۔۔ و لکن اکثر الناس لا یشکرون)
- تبلیغ کی حکمت کا ایک نکتہ - حضرت یوسفؑ نے انتہائی حکمت کے ساتھ بلواسطہ اور غیر محسوس طریقے سے ان کے اور ان کی قوم کے باطل اور غلط عقائد ان پر واضح کیے
- دعوت و تبلیغ کی حکمت کا ایک نکتہ - تدریج ہے (کسی کو دین کی دعوت کی ابتداء دین کے مشکل شرعی امور سے نہ کرنا چاہیے)
- دعوت و تبلیغ میں دلنوازی — (یوسف علیہ السلام کا خطاب- اے میرے قید اور جیل کے ساتھیو ! میں کس قدر یگانگت اور پیار ہے۔ مصیبت کے اشتراک (قید) کو بھی تعلقات اور دعوت و تبلیغ کے ماحول کو سازگار بنانے میں استعمال کرنا)
- کسی جائز مقصد کے لیے جائز تدابیر و وسائل کا اختیار کرنا توکل اور اعتماد علی اللہ کے منافی نہیں ہے (توکل کے منافی یہ ہے کہ آدمی حالات سے دل شکستہ ہو کر ناجائز تدابیر کے اختیار کرنے پر اتر آئے)

آیات ۳۸ - ۴۵ کے رموز و اسباق

- توحید انسان کا فطری دین ہے۔
- انسان زندان (قید خانے) میں حرف حق سننے کے لیے زیادہ آمادہ ہوتا ہے۔
- دعوت و تبلیغ کے لیے مشترکات استعمال کرنا، دعوت کے ماحول کے لیے سازگار ہے (یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ)
- داعی لوگوں میں خوابیدہ سوچ وافکار کو بیدار کرے، لوگوں کو تحقیق، سوچ وبچار پر آمادہ کرے
- تدابیر وسائل کو اختیار کرنا تو انسان کے فرائض میں سے ہے لیکن ان تدابیر وسائل کا بروئے کار آنا اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کی حکمت پر منحصر ہے
- جب اللہ تعالیٰ کسی بات کو چاہتا ہے تو خواہ وہ کتنی بعید از قیاس ہو اس کے اسباب خود بخود پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں
- انبیاء (علیہم السلام) یقینی علم سے بات کرتے ہیں۔ لوگوں سے ظن و گمان نہیں بیان کرتے
- اللہ اپنی حجت کو مناسب وقت کے لیے غیب میں رکھتا ہے
- اللہ تعالیٰ کسی سبب کو بھی کسی بھی نتیجے کا باعث بنا سکتا ہے (اس نے تعبیر خواب کو یوسف (علیہ السلام) کو اقتدار میں لانے کا ذریعہ بنایا)
- لوگوں کی اکثریت غور و فکر نہیں کرتی، اور اکثریت اللہ کا شکر ادا نہیں کرتی (اکثریت معیار حق نہیں، حق خود معیارِ حق ہے چاہے اس کے ساتھ تھوڑے سے لوگ ہوں یا چاہے اس کا ماننے والا ایک بھی نہ ہو)

آیات ۳۸ - ۴۵ کے رموز واسباق

- سامعین/مخاطبین کے جذبات واحساسات سمجھنے کی کوشش کرنا (حضرت یوسف نے اچھے انجام پانے والے اور برے انجام تک پہنچنے والے کا شخصاً تعین نہیں فرمایا)
- دعوت پہنچانے /اس کو مؤثر بنانے یااس کی اہمیت میں اضافے کے لیے اپنی علمی سطح، تعلیمی قابلیت کا اظہار کیا جا سکتا ہے (یوسف علیہ اسلام نے کنوئیں سے نکالے جانے، قافلے والوں سے، یا پھر عزیز کے گھر کبھی اس بات کا اظہار نہیں کیا وہ کس پیغمبر کے بیٹے، پوتے اور پڑپوتے ہیں لیکن دعوت و تبلیغ کے لیے اس حقیقت سے پردہ اٹھا دیا کہ میں کوئی نئی اور نارلی بات نہیں پیش کر رہا بلکہ میرا تعلق توحید کی اس عالمگیر تحریک سے ہے جس کے آئمہ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام ہیں
- دعوت میں حکمت و بصیرت : دنیاوی معاملات کے مقابلے میں دینی معاملات کی اصلاح میں مشغول ہونا زیادہ اہم ہے (یوسف علیہ السلام پہلے دعوت دیتے ہیں اور پھر خوابوں کی تعبیر بتاتے ہیں)
- لوگوں کی ذہنی سطح جانچ کر اس کے مطابق اُن سے بات کرنا (بہت سے رب بہتر ہیں یا ایک رب ..... آپ نے یہ بات ان دو آدمیوں سے کہی جو مصر کے بادشاہ کے غلام ہیں اور وہ ان کا رب ہے) ـ حضرت علیؓ نے فرمایا، حَدِّثُوا النَّاسَ، بما يَعْرِفُونَ أتُحِبُّونَ أنْ يُكَذَّبَ، اللَّهُ ورَسولُهُ. لوگوں سے وہ بات کرو جسے وہ پہچانتے ہوں کیا تمہیں پسند ہے کہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو جھٹلادیں (صحيح البخاري)
- حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِيثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُولُهُمْ، إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً، تم کسی قوم کے سامنے ایسی حدیث بیان نہ کرو جس (کے صحیح مفہوم) تک ان کی عقلیں نہیں پہنچ سکتی ورنہ وہ ان کے لیے فتنے کا موجب بن جائے گی

آیات ۳۸ - ۴۵ کے رموز و اسباق

- دعوت میں تدریج اختیار کرنا، پہلے بنیادی، سیدھی اور آسان باتوں کی دعوت
- ترجیحی بنیادوں پر دعت دینا - پہلے اہم ترین بات کی دعوت دینا (جیسے اللہ کی وحدانیت)
- دین میں کوئی جبر اور زبردستی نہیں- یوسف علیہ السلام جن کو دعوت دے رہے ہیں انہیں فوراً اپنا دین ترک کرنے اور اپنا دین اختیار کرنے کی دعوت نہیں دی ــ پہلے دعوت دین کے نشانات (سنگ ہائے میل) کی نشاندہی فرمائی
- عقلی اور منطقی دلائل کو دعوت کے لیے استعمال کرنا اور اسی طرح شرک کے رد میں بھی (یہ دعوت کے پہلوؤں کو سمجھانے میں بہت مددگار ہے)
- ایک مومن ہر حال میں جہاں بھی رہے ایک داعی بن کر رہے اور ہر لحظہ دعوت دینے کے لیے مستعد اور ہوشیار رہے
- اپنے سامعین کو احترام اور محبت کے ساتھ مخاطب کیا جائے (جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے عمل سے واضح ہے)
- پوری عاجزی اور تواضع سے دعوت دی جائے [تفاخر اور تکبر سے مکمل پرہیز کیا جائے "یہ علم مجھے میرے اللہ نے سکھایا"]
- دعوت ہر قسم کی غرض و لالچ سے پاک ہو، مبلغ اور معلم کسی بھی دینی تعلیم کو مالی منفعت اور منصبی مقاصد کا ذریعہ نہ بنائے
- دعوتِ دین کے لیے فلاحی اور معاشرتی سرگرمیوں میں شرکت (سورت میں یوسف علیہ السلام کے اس پہلو پر روشنی....)
- کردار کی دعوت، گفتار کی دعوت سے کہیں زیادہ طاقتور اور موثر ہوتی ہے